

جہاد فی سبیل اللہ



محمد عازی

اللہ اکبر۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ جو کچھ موجودہ دور میں ہو رہا ہے۔ وہ سب دیکھ رہا ہے۔ اگر وہ چاہے تو سب کفر و باطل کو ختم کر سکتا ہے۔ مگر وہ مسلمان کے ایمان کو دیکھنا چاہتا ہے۔ کہ میرے بندے میرے دین کو کفر و باطل سے بچانے کے لیے کیا کر رہے ہیں۔ اور ہم تو اپنے ایمان اور عقیدے ہی بدل رہے ہیں۔ اگر اللہ کے دین کو موجودہ دور میں غالب کرنے اور طاغوتی نظام کو ختم کر کے اسلامی نظام لانا چاہتے ہیں تو اس کے لیے ہمیں جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں اپنا عقیدہ ٹھیک کرنا ہوگا، اسے سمجھنا ہوگا۔ کہ ایک مسلمان کا جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں کیا عقیدہ ہونا چاہیے۔ اس لیے آج کے اس موضوع میں اسکے مختصر ادلائل تحریر کیے جاتے ہیں، ایک کاری کو اندازہ ہوگا کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں کس قدر زور و دلائل ہیں، مگر اس کے باوجود ان کے ذہنوں میں دشمن نے کس طرح غلط فہمیاں ڈال دی ہیں کہ مسلمان ان پر توجہ دیتا ہے ان پر یقین رکھتا ہے، حالانکہ اسے اپنے اللہ اور اپنے پیارے نبی ﷺ کی روشن تعلیمات کو حرز جان بنانا چاہیے پھر عملی زندگی میں ان کو جگہ دے کر حضرات صحابہ کرام کی یادیں تازہ کر کے اپنا ایمان محفوظ بنانا چاہیے۔

جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں جانتا چاہیے۔ کہ:

(۱) جہاد نماز اور روزے کی طرح ایک قطعی فریضہ ہے۔

(۲) اس فریضے کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

(۳) جہاد فرض عین ہو جائے تو بلا عذر چھوڑنا گناہ ہے اور اس پر فضول بحث کرنا گمراہی ہے۔

قرآن کی روشنی میں: جہاد فی سبیل اللہ ایک قطعی فریضہ ہے۔ اسکی فرضیت قرآن مجید کی کئی آیات

سے ثابت ہے۔ یہاں صرف ایک آیت مبارکہ بیان کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: ”تم پر (اللہ کے راستے میں) لڑنا فرض کر دیا گیا اور وہ تم کو برا لگتا ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ تم کسی بات

کو برا سمجھو اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور ممکن ہے تم ایک کام کو بھلا سمجھو اور وہ تمہارے حق میں بڑا ہو

اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔“

اس آیت سے ثابت ہوا جہاد (قتال) فی سبیل اللہ بھی ایک فریضہ ہے۔ جب تک آپ ﷺ مکہ میں

رہے آپ کو لڑائی کی اجازت نہ ہوئی۔ جب مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو اس کی اجازت ہوئی۔ مگر عرف ان غار سے جو خود اہل اسلام سے لڑائی کریں اس کے بعد علی العموم غار سے مقابلہ کی اجازت ہوئی اور جہاد فرض ہوتا ہے۔ اگر دشمنان دین مسلمانوں پر چڑھائی کریں تو مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہوگا۔ ورنہ فرض کفایہ بشرطیکہ جملہ شرائط جہاد جو کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ البتہ جن لوگوں سے مسلمان مصالحت اور معاہدہ کر لیں یا ان کی امن اور حفاظت میں آجائیں تو ان سے لڑائی کرنا یا ان کے مقابلہ میں ان کے کسی مخالف کو مدد دینا ہرگز مسلمانوں کے لئے جائز نہیں۔ لیکن اب موجودہ دور میں مسلمانوں پر کفر باطل کی یلغار ہے اس لیے مسلمانوں پر ان حملہ آوروں کے خلاف جہاد فرض عین ہے۔

حدیث کی روشنی میں:

حضرت نبی اکرم ﷺ کے نورانی ارشادات سے بھی جہاد کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

ترجمہ: ”مجھے حکم دیا گیا کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیں (یعنی یا تو مسلمان ہو جائیں یا مسلمان کی حکومت کو تسلیم کر کے انہیں جزیہ دیں) پس جس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا اس نے اپنا مال اور جان مجھ سے محفوظ کر لی، سوائے اس کے شرعی حق کے اور اس کا حسلب اللہ پر ہے“

یہ حدیث جہاد کی فرضیت پر واضح ہے۔ اور اس میں دفاعی نہیں بلکہ اقدامی جہاد کا تذکرہ ہے۔ اور اس میں جہاد کو حکم الہی قرار دیا گیا ہے۔ اور جہاد کی منزل ”لا الہ الا اللہ“ کا غلبہ قرار دی گئی ہے۔ اس حدیث کی رو سے ہم فریضہ جہاد سے انکار نہیں کر سکتے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر دفاعی جہاد نہ ہو رہا تو ہم اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کو لانے کے لیے اقدامی جہاد بھی کر سکتے ہیں۔ علوم ہوا جہاد کسی بھی صورت میں ختم نہیں ہوگا۔ جہاد کا آخری مقصد یہ ہے کہ کفر کی شوکت نہ رہے۔ اور دین حق سب ادیان پر غالب آجائے، جہاد و قتال خواہ اقدامی ہو یا دفاعی مسلمانوں کے حق میں اس وقت تک برابر شروع رہے گا۔ جب تک یہ مقصد حاصل نہ ہو جائے۔

جہاد فی سبیل اللہ کے فضائل: جناب نبی اکرم ﷺ نے جہاد کی کس قدر فضیلت بیان فرمائی ہے اس کا اندازہ ان احادیث مبارکہ سے ہوتا ہے۔

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جہاد فی سبیل اللہ۔ پھر میں خاموش ہو گیا۔ اگر میں کچھ زیادہ پوچھتا تو آپ ﷺ ضرور بتاتے۔“

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجاہد کا گھوڑا جب اپنی رسی سے بندھا ہوا چرنے کے لیے چلتا پھرتا ہے۔ تو اسکے ہر قدم پر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (بخاری)

جہاد میں جانا واجب ہے: جہاد اور جہاد کی نیت رکھنا بھی واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ سورت البقرہ میں

فرماتے ہیں۔

(۱) مسلمانوں! مسلح ہو یا غیر مسلح جہاد کے لیے نکل کھڑے ہو اور راہ جہاد میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرو، اور اگر تم جانو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اے پیغمبر اگر کوئی مسلمان قریب ہوتا اور سفر بھی قریب کا ہوتا تو وہ ضرور تیرے نزدیک رہے، مگر انہیں یہ راہ دور کی معلوم ہوئی (جنگ تبوک) کی راہ میں وہ یہ لکھائیں گے (التوبہ ۳۱) تبوک ایک جگہ کا نام ہے جو کہ مدینہ منورہ کے شمال میں شام کی سرحد پر واقع ہے۔ مدینہ منورہ سے تبوک کی مسافت متعدد منزلوں کی تھی ملک شام پر اس وقت مسیحیوں کی حکومت تھی۔ جناب نبی کریم ﷺ کو غزوہ حنین سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ واپس تشریف لاتے ہوئے اطلاع ملی۔ کہ تبوک کے مقام پر کچھ فوجیں جمع ہو رہی ہیں۔ اور مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ آپ ﷺ نے خود ہی آگے بڑھ کر مقابلہ کرنا چاہا چنانچہ (۳۰۰۰۰) تیس ہزار افراد پر مشتمل لشکر آپ ﷺ کے ساتھ شامل ہو گیا لیکن شانہ گری کا موسم تھا۔ فصل کے پکنے اور کھٹنے کا زمانہ تھا۔ سب پر مدینہ منورہ کی معیشت کا بڑی حد تک انھما ر تھا ایک طرف مقابلہ ایک باقاعدہ فوج سے تھا اور وہ اپنے وقت کی بڑی سلطنت کی فوج تھی۔ اور مسافت بھی کافی تھی۔ بعض حضرات کی ہمتیں جواب دے گئیں اور منافقین تو بڑے خوش ہوئے مگر پھر بھی جب لشکر کشی کی جرأت نہ ہوئی مسلمانوں کا لشکر ایک مدت تک انتظار کے بعد واپس آ گیا۔

(۲) دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے۔ ”اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا؟ جب تم سے کہا جاتا ہے جہاد کے لیے نکلو تو زمین پر ڈھیر ہو جاتے ہو کیا تم آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی پر خوش ہو؟ اللہ ہر چیز پر قادر ہے (سورہ التوبہ ۳۷) **جہاد کا منکر کافر:** اب آئیے عقیدے کے دوسرے جزو کی طرف، جہاد کا منکر کافر ہے یہ بات کسی نے اپنی طرف سے نہیں گھڑی بلکہ یہ قانون ہے کہ جو شخص قرآن مجید سے ثابت شدہ فرض کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کافر یعنی جو کافر قرآن مجید کی سبکدوشی آیات سے ثابت ہے اس لیے جہاد کا انکار کرنا ان تمام آیات کا انکار کرنا ہے۔

(ترجمہ) یعنی جہاد ایک محکم اور قطعی فریضہ ہے اس فریضہ کا انکار کفر اور اس کے بارے میں انا اور عباد رکھنا گمراہی ہے اور جہاد کی فریضہ قرآن و سنت اور امت کے اجماع سے ثابت ہے۔

جہاد فرض عین یا فرض کفایہ: اب آتے ہیں اپنے دعوے کے تیسرے حصے کی طرف کہ جب جہاد فرض عین ہو جائے تو بلا عذر چھوڑنا سخت گناہ ہے۔ جہاد فرض عین ہونے کی چند صورتیں یہ ہیں مثلاً:

- (۱)۔۔۔۔۔ جب مسلمان کا شرعی امیر انہیں جہاد میں نکلنے کا حکم دے دے۔
- (۲)۔۔۔۔۔ جب مسلمانوں اور کافروں کی صفیں میدان جنگ میں آمنے سامنے آجائیں۔
- (۳)۔۔۔۔۔ جب کافر مسلمانوں کے کسی علاقے پر قبضہ کر لیں یا قبضے کے لیے پیش قدمی شروع کر دیں یا کچھ مسلمانوں کو گرفتار کر لیں۔

(۳)۔۔۔۔۔ جب شعائر اسلام میں سے کسی پر پابندی لگا دی جائے (وغیرہ)۔

ان تمام صورتوں میں جہاد فرض عین ہو جاتا ہے اور عام حالات میں یعنی جب جہاد فرض عین نہ ہوا ہو تب بھی سال میں کم از کم ایک مرتبہ اسلامی لشکر کا جہاد کے لیے نکلنا فرض ہوتا ہے۔ بہر حال فرض ہونے کی صورت میں جو بلا عذر کوئی کرے گا وہ بڑے جرم اور بڑے گناہ کا مرتکب ہوگا۔ قرآن مجید کی کئی آیات میں جہاد کو ترک کرنے اور چھوڑنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں مثال کے طور پر سورۃ توبہ کی دو آیات کلام ملاحظہ فرمائیں:

(۱)۔۔۔۔۔ آپ فرما دیجئے: اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے خاندان اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے بند ہو جانے کا تم کو ڈر ہے اور وہ گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو تم اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم (عذاب و سزا) بھیج دیں اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتے مافرانوں کو۔ (سورۃ توبہ ۳۳)

(۲)۔۔۔۔۔ اے ایمان والو! تم لوگوں کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے راستے میں (جہاد کے لیے) کوچ کرو تو تم زمین پر گرے جاتے ہو کیا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر راضی ہو چکے ہو، دنیا کی زندگی کا نفع اٹھانا تو آخرت کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے اگر تم (جہاد میں) نہیں نکلو گے تو اللہ تمہیں سخت سزا دے گا اور تمہارے بدلے دوسری قوم کو پیدا کر دے گا اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ (سورۃ توبہ ۳۷، ۳۹)

بلا عذر جہاد چھوڑنے پر بہت سی احادیث میں بھی سخت وعیدیں آئی ہیں، عبرت اور عمل کے لیے یہ ایک حدیث کافی ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

(ترجمہ) جو شخص مر گیا اور اس نے جہاد نہ کیا اور نہ جہاد کی نیت اس کے دل میں آئی وہ شخص نفاق کے ایک حصہ میں مرے گا۔

اللہ اکبر۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں جہاد میں شرکت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب اس بات پر ہمیں دھیان دینا ہے کہ جہاد کی دوسری قسم جس کو فرض غایہ کہا جاتا ہے وہ کیا ہے؟ اگر مسلمانوں کی کافی تعداد اور ضرورت کے موافق جماعت جہاد کرتی رہے تو جہاد نہ کرنے والوں پر کوئی گناہ نہیں ورنہ سب گناہ گار ہوں گے لیکن موجودہ دور میں جہاد فرض عین ہے کیونکہ جہاد میں ایک تو مسلمانوں کی تعداد بھی کم ہے دوسرا ان کے پاس ضروریات کی اشیاء بھی کم ہیں اس لیے مال و جان سے جہاد کی ضرورت ہے۔

